حالات حضرت امام حسن عسکری

علیہ السلام

سید محمد جعفر قائل رضوی

مطبوعۂ مطبع حسینی حیدرآباد دکن

حالاتِ حاضرہ کے مدنظر ایک عرصے سے ناچیز کے ذہن میں یہ بات آرہی تھی کہ
بالعموم مسلمانوں کے اور بالخصوص فرقۂ اثنا عشری کے بچوں کے سامنے سادہ سلیس
اور بامحاورہ اردو میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارہ دلبندوں کے
نہایت مختصر اور صحیح حالات پیش کیے جائیں جس سے بچوں کی اخلاقی، معاشرتی، علمی اور
سیاسی قوتوں میں نمایاں اضافہ پیدا کریں اور بچے یہ محسوس کریں کہ ان ہستیوں نے
کیسے ظاہری عسرت، قید، ذلت اور طرح طرح کی صعوبات برداشت کیں مختلف
ور اور حکومتوں میں کس صبر و اطمینانِ قلب سے اپنے نانا کی شرع کی تبلیغ کرتے
ں کبھی پس و پیش نہیں کیا اور چند موقعے ایسے آئے جب کہ امتِ محمدی اپنے دین سے
پھرنے لگی، آخر کار انھیں کو زحمت دی گئی، اور انھوں ہی نے اُس کو سنبھالا۔ ہر خلیفہ

اور ہر مدبّر اور قابل ہستیاں جو بھی اُن کے ہمعصر ہوئیں، وہ باوجود اپنی دولت وثروت اور قوّتِ ظاہری کے خود کو کسی نہ کسی موقع پر انھیں ذوات مقدسہ کا محتاج پائیں۔ سلسلہ قایم رکھنے کے لیے اُس زمانے کے طرزِ معاشرت، حکمرانوں کے طرزِ حکومت کو نہایت اختصار سے بیان کیا ہے جو مستند بین الفریقین ہیں۔ احقر نے آخر میں اپنے دادا نواب خانخاناں مرحوم کا ایک سلام بھی تبرکاً پیش کیا ہے۔

سید محمد جعفر خاں رضوی
ابن شہاب الملک مرحوم
حیدرآباد دکن

المرقوم ۲۰ صفر ۱۳۵۶ھ
روز یکشنبہ
۲ مئی ۱۹۳۷ء
۲۸ خورداد ۱۳۴۶ف

اسم مبارک آپ کا حسن علیہ السّلام، کنیت ابو محمدؐ اور مشہور ترین لقب آپ کے
ذکی، عسکری، سراج اور ہادی ہیں۔

ولادت باسعادت آپ کی ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ ہجری روز جمعہ شہر مدینۂ منورہ
میں واقع ہوئی۔ آپ کی مادر گرامی قدر کا اسم مبارک حضرتِ سوسن اور حضرتِ حُدیث
ہے۔ یہ معظمہ اپنے زمانے کی بہت بڑی عفیفہ، کریمہ اور متّقی تھیں۔ پرہیزگاری اور
پروردگار کی عبادت گزاری میں مشہور و معروف تھیں۔

آپ کا سن کُل پانچ، چھ برس کا تھا کہ آپ اپنے والد بزرگوار حضرتِ
امام علی نقی علیہ السّلام کے ہمراہ شہر سُرّ من رأی میں تشریف لائے، اور پھر بقیۂ عمر یہیں
قیام پذیر رہے۔ نقش نگین آپ کا سُبْحَانَ مَنْ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرض۔

اور بروایت کفعمی اِنَّا لِلّٰہِ شَہِیْدًا تھا۔

بادشاہِ وقتِ ولادت، واثق بن معتصم۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت کا زمانہ معتز باللہ کے ایامِ سلطنت سے شروع ہوا ہے۔

حضرتِ امام حسن عسکری علیہ السلام کے وقت میں وصولِ خمس کے حالات

وصولِ خمس بھی ایک ایسا مسئلہ تھا کہ ہر خلیفہ نے اس اپنے دور میں عاید کیے۔ مطلب یہ تھا کہ تاکید وسختی اتنی کی جائے کہ ائمۂ معصومین علیہ السلام اپنے اس واجبی حق کو بھی نہ پاسکیں۔ متوکل کو جب یہ معلوم ہوا کہ خفیہ طور سے خمس کی رقم دست بدست امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچاتے ہیں تو اس نے اس رقم کے روکنے کا انتظام کیا۔

اس تشدد وسختی کے طرز کو دیکھ کر پہلے ہی سے جناب علی نقی علیہ السلام نے تمام شیعوں کو خدمت بابرکت میں حاضر ہونے سے ممنوع فرمادیا تھا۔ نیز خمس کے لیے تمام شیعہ آبادیوں میں پوشیدہ طریقے پر اپنے وکلا وسفرا معین فرمائے۔ تب شیعہ ہوشیاری سے خمس کی رقم ان سفرا و وکلا کے پاس جمع کرنا شروع کیے۔

جب یہ رقم بڑی مقدار میں ہوتی تو یہ سفرا اور وکلا کسی خاص موقع پر خدمتِ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں پہنچا دیتے۔ چنانچہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں بھی یہی طریقہ رائج رہا۔ معتمد نے متوکل سے زیادہ ان سفرا اور وکلا کی تلاش کی نیز اُن شیعوں کو جو خُمس روانہ کرتے تھے اور جو جمع کرکے حضرت کی خدمت میں پُہنچاتے تھے، قتل کرنا شروع کیا۔ جب بہت سے بے گناہ شیعوں کی جانیں تہِ تیغ ہو چکیں تو آخرِ کار جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے ابوجعفر ابنِ عثمان کو شہر بغداد میں اپنا وکیل بنایا جو تھوڑی تھوڑی خمس کی رقم جمع کرکے خدمتِ بابرکت میں پُہنچاتے یا حسب الحکم تقسیم کرتے۔ ابوجعفر ابنِ عثمان کو شک ہوا تو اُنھوں نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے اس واجبی حق کو امام تک پہنچانے میں مخفی ذرایع اختیار کیے۔ متوکل کے بعد معتمد خلیفہ ہوا جس نے جناب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور آپ کے معتقدین کے ساتھ متوکل سے زیادہ ظلم اور سختی کا اظہار کیا۔ بالخصوص خُمس کے بارے میں۔ اُس کے ذہن میں یہ تھا کہ جب ان ذواتِ مقدسہ کو اُن کا واجبی حق نہ پہنچے گا تو اُن کے پیرو اُن کی محبت میں جان و مال سے پریشان ہو کر اُن کو چھوڑ دیں گے۔ معتمد نے تو شیعوں کو ان ذواتِ مقدسہ کی محبت میں ایک نہ ایک بہانہ قایم کرکے قتل کرنا شروع کیا۔ اُس نے اپنے اسلاف کی تقلید میں خمس کی رقم کو روکنے کے لیے نہایت جبر و تشدد سے کام لیا۔ نیز اپنی قوتِ سلطانی کا ایسا اظہار کیا کہ آخرِ کار

جناب امام حسن عسکری علیہ السّلام نے مجبور ہو کر قوم شیعہ سے بانفس نفیس اس رقم کے وصول فرمانے کو ترک کر دیا۔ مگر ان مظالم کا سلسلہ اتنا بڑھا کہ حضرت کو اپنی جان بچانی دشوار ہو گئی۔

شرعِ محمّدی کی رو سے خمس حضرت امام علیہ السّلام کا حق ہوتا ہے۔ یہ مستحقین ہی کو دی جاتی تھی، جن سے علوی اور ہاشمی خاندان پرورش پاتے تھے۔ جو خلیفۂ وقت کو ناگوار گزرتا تھا۔

معرفت اور خوفِ خدا

آپ ابھی لڑکے ہی تھے کہ آپ کو بہلول دانا نے دیکھا کہ لڑکے کھیل رہے ہیں اور آپ اُن کے قریب کھڑے رو رہے ہیں۔ بہلولؒ دانا نے خیال کیا کہ شاید آپ اُس چیز کے لیے رو رہے ہیں جس سے لڑکے کھیل رہے ہیں۔ بہلول نے کہا، میاں صاحبزادے میں ایسے کھیلنے کی چیز تمھیں بھی مول لے دوں؟ آپ نے فرمایا کہ اے کم عقل ہم کھیلنے کے لیے پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ بہلول نے کہا پھر ہم کس لیے پیدا ہوئے ہیں؟ آپ نے فرمایا، ہم تحصیل علم و عبادت کے لیے۔

سرعتِ فہم اور علمی فیصلے

ابو ہاشم جعفریؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں جناب امام حسن عسکری علیہ السلام

کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابو محمد جنفکی سے جن کے علم و فضل کا شہرہ تمام عرب میں تھا، حاضرِ خدمت ہو کر سوال کیا کہ عورتیں بیچاری جن کی خلقت کمزور ہے میراث میں ایک حصّہ پاتی ہیں، اور مرد باوجود قوی و توانا ہونے کے دو حصّے پاتا ہے۔ آپ نے فوراً ارشاد فرمایا کہ عورتوں کو کوئی فکرِ معاش کا بار نہیں دیا گیا، ان پر جہاد واجب نہیں بلکہ ان کا نان و نفقہ اور جملہ ضروریات کو پورا کرنا مردوں کے ذمّے قرار دیا ہے۔ اس لیے عدالتِ خداوندی کا یہ فیصلہ حقوقِ نسائیہ کے بارے میں سراپا عدالت اور سراسر انصاف ہے۔

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ آپ کا ارشاد سن کر میرے ذہن میں خیال آیا کہ ایک مرتبہ ابو العوجاء نے بھی اسی طرح جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں سوال کیا تھا میں بھی وہی سوال کروں" کہ یکایک حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو ہاشم ہم اہلِ بیت علیہ السّلام کا جواب اور کلام ایک ہی ہوتا ہے کیوں کہ ہم سب کا علم ایک ہے۔ پس حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام سے آیۂ وافی ہدایہ "ذریّۃ بعضھا من بعض" کی تفسیر پوچھی۔ آپ نے نہایت اور وضاحت سے جواب میں ارشاد فرمایا کہ "میں اسی ذرّیتِ عالیہ میں سے ایک ہوں۔

حضرت کے ساتھ معتمد کی وہی مخاصمت اور مخالفت جاری رہی۔ اتّفاق سے بغداد میں قحط شروع ہوا اور اس کا سلسلہ تین سال تک ایسا بڑھا کہ خاص و عام ملک نے اپنے بچوں پر ظلم شروع کر دیئے، اسی زمانے میں ایک عالمِ نصرانی نے

مینھ برسانے کا خاص معجزہ دکھلا کر سارے اہلِ اسلام کے عقاید میں انقلاب اور تزلزل پیدا کر دیا۔ معتمد نے مردِ نصرانی کو بلا بھیجا اور اُس نے دربارِ عام میں کچھ پڑھ کر جوں ہی ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے وَوں ہی موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ اُس مجمع عام میں معتمد نہایت خفیف ہوا، نیز ہزاروں کی تعداد میں مسلمان اسلام سے پھرنے لگے۔ خلیفہ نے نہایت غور و فکر کے بعد جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کو مع اُن کے اصحاب کے رہا کر کے حضرت سے استدعا کی کہ نمازِ استسقا کے لیے شہر کے میدان میں عام مسلمانوں کے ساتھ تشریف لائیں۔ دوسری جانب سے مردِ نصرانی آیا، اُس نے ہاتھ بلند کیے ہی تھے کہ آسمان پر بادل آنے لگے، ادھر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے عالمِ نصرانی کے ہاتھ پکڑنے کے لیے حکم فرمایا جس میں ایک آدمی کی ہڈی پائی گئی۔ حضرت نے ہڈی لے لی اور حکم دیا کہ اب پانی برسائے۔ اُس کے ہاتھ بلند ہوئے ہی تھے کہ ابر کھل گیا اور دھوپ نکل آئی۔

خلیفہ نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کی کہ اے رسولؐ کے صاحبزادے یہ کیا چیز ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ کسی نبی علیہ السلام کے جسمِ مبارک کی ہڈی ہے جو کہیں سے اس کے ہاتھ لگ گئی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ نبیؑ کے جسمِ مبارک کی ہڈی کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ جب آسمان کی جانب اُس کو برہنہ کر کے دکھلائی جائے تو ابر آتا ہے اور موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت نے امتحاناً بتلا دیا۔ پھر حضرت کے حکم سے اُس ہڈی کو دفنا دیا گیا۔ امامِ من اللہ کی شان یہ ہوتی ہے۔

غرض خلیفہ کی خواہش پر حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام نے دو رکعت نماز ادا فرمائی حق تعالیٰ سے بارش کی دُعا مانگی تھی کہ بارش ہونے لگی۔

اس طرح سے جناب امام حسن عسکری علیہ السّلام نے عام مسلمانوں کے اور بالخصوص خلیفہ کے اضطراب اور مذہبی تزلزل کو دور فرمایا۔

شہادت

آپ کی شش سالہ مدّتِ امامت میں معتمد نے آپ کی ہلاکت و ذلت کے متعلق کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ حراست، نظربندی، قید اور خونخوار جانوروں کے جھنڈ میں چھوڑ دینا۔ غرض آپ کی ہلاکت کی کوئی تدبیر باقی نہیں رکھی۔ جب ہر ترکیب میں ناکامی ہوئی تو اُس نے ہلاکت کے لیے زہر دینے کی ترکیب نکالی جو اُس کے باپ دادا کی پرانی ترکیب تھی۔

ایک روز زہر آلود تحفہ اپنے خاص ملازم کے ہاتھ حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی خدمت میں روانہ کیا، حضرت نے قبول فرمایا اور اُس کو نوش کیا۔ پیتے ہی آپ کے مزاج میں فوراً تغیر پیدا ہوا اور آپ اس اضطراب اور بےچینی کی حالت میں مجبور ہو کر فرش پر لیٹ گئے۔ احمد بن عبد اللہ حاکم قم کا

بیان ہے کہ معتمد کو جب حضرت کی یہ حالت معلوم ہوئی تو اُس نے میرے باپ عبداللہ کو حضرت کی تیمارداری کے لیے روانہ کیا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر کوئی پوچھے تو یہ کہہ دیا جائے کہ یہ عارضہ اتفاقی ہے اور اس صورت سے زہر دینے کا حال نہ کھُلے گا۔ عبداللہ نے تیمارداری کے لیے چند خدمتگار مقرر کیے اور خود بھی صبح وشام جایا کیا۔ یہاں کُل تین روز میں سارا صہ تمام تھا۔ عقید رضی اللہ عنہٗ جو حضرت کے ملازم خاص تھے، بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی تیمارداری کے وقت سے لے کر رحلت کے وقت تک خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا اور ایک لمحے کے لیے بھی آپ سے جدا نہ ہوا۔ اس حاضری کو اپنی خوش نصیبی اور نجات کا حقیقی باعث سمجھتا تھا۔ جب آخری رات تمام ہوگئی تو صبح صادق کے قریب حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام ہوشیار ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ آبِ خالص لاؤ تاکہ میں وضو کر کے نماز پڑھ لوں۔ میں نے آبِ خالص حاضر کیا، آپ نے نہایت طمینان و استقلال سے جس طرح تندرست لوگ عموماً وضو کرتے ہیں اس طرح سے اپنا رومال اپنے زانوئے مبارک پر رکھ کر وضو فرمایا اور کھسکتے ہوئے مُصلّے پر تشریف لے گئے اور جس حُسنِ آداب اور کمال خضوع وخشوع سے صحت کی حالت میں نماز ادا فرماتے تھے اُسی طرح صبح کی نماز ادا فرمائی۔ پھر میں نے مصطکی کا پیالہ حاضر کیا۔ حضرت نے پینے کے قصد سے لب ہائے مبارک تک اُٹھایا مگر دہ

پیالہ دندان ہائے مبارک سے ٹکرا ٹکرا کر رہ گیا۔ آخر کار آپ نے وہ پیالہ اپنی کنیز صیقل کے حوالے کر دیا، اس کے بعد ہی آپ کی روحِ مقدس نے گلزارِ بہشت کی طرف رجوع کیا۔

یہ واقعہ ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ کا ہے۔

نمازِ جنازہ

معتمد نے اپنی ظالمانہ کارروائیوں کو پوشیدہ کرنے کے خیال سے مصنوعی حزن و ملال کو ظاہر کرتے ہوئے اس کا اظہار کیا کہ حضرت کی دولت سرا پر حاضر ہو کر رسمِ تعزیت ادا کی اور ارادہ کیا کہ آپ کے غسل و کفن و مشایعتِ جنازہ کے اہتمام میں مصروف ہو لیکن قدرت کے حالاتِ مستترہ کی اُس کو کیا خبر تھی۔ جوں ہی اُس کے لوگوں نے سامان مہیا کرنے کا ارادہ کیا، اُتنی دیر میں دیکھا کہ جناب صاحب الامر علیہ السلام نے اپنی مادرِ گرامی قدر کی امداد سے اپنے پدرِ بزرگوار کی جملہ خدماتِ آخری کو بہ اطمینانِ تمام انجام دے کر باہر روانہ کر دیا۔ جب غسل و کفن سے فراغت ہو گئی تو عقید نے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھائی جعفر کو اطلاع دی کہ جنازہ تیار ہے، آ کر نماز پڑھائیں۔ یہ سُن کر جعفر اور اُن کے ساتھی تمام شیعہ جو مراسمِ تعزیت ادا کرنے کی غرض سے آئے تھے گرد و پیش جمع ہو گئے اور لاشِ مطہر نماز کے لیے رکھی۔ جعفر بہت بڑی جماعت کی امامت کی

مستعد ہوئے۔ ابوالادیان کا بیان ہے کہ جعفر نے جوں ہی تکبیر کہی میں نے دیکھا کہ ایک طفل گندم گوں، کشادہ دنداں، مثلِ ماہِ تاباں ایک حجرے سے نکلا اور لاشِ مطہّر کے قریب پہنچ کر جعفر کی عبا پکڑ کر بہ آوازِ بلند کہا، اے چچا آپ پیچھے کھڑے ہوں، اس لاشِ مطہّر کی نمازِ جنازہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں پڑھا سکتا۔ جعفر کے دل پر اس صاحبزادے کا ایسا رعب طاری ہوا کہ خود پیچھے ہٹ گئے، اور اس طفلِ پنج سالہ جس کا حُسن و جمال ماہِ دوہفتہ سے زیادہ منوّر اور روشن تھا، تمام مومنین کی امامت فرمائی اور نماز کے بعد وہ صاحبزادہ اُسی حجرے میں تشریف لے گیا۔ معتمد اس حال سے بے خبر تھا۔ پھر لاشِ مطہّر مقبرۂ جناب امام علی نقی علیہ السّلام میں رکھ دی گئی۔

مشایعت جنازہ

فریقین کے مورّخین کا اس پر اتفاق ہے کہ اہلِ اسلام میں جتنا اجتماع اور کثرت اور جیسی عظیم الشّان مشایعت جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے جنازے کی سرمن رأی میں ہوئی ویسی اہلِ اسلام میں نہ تو کسی خلیفہ اور نہ کسی عالمِ دین کی ہوئی۔

آپ کی وفات کے دن شہر سامرہ میں عموماً تمام کہرام مچ گیا۔ بازار اور دربار ماتم سرا کی صورت بن گئے۔ امیر غریب، دوست و دشمن غرض کوئی گھر

ایسا نہ تھا کہ جس سے رونے کی آواز نہ آئی ہو۔ معتمد باین سطوت وحکومت کے یہ سب دیکھا کیا، لیکن کچھ نہ کرسکا۔ دنیا سازی اور ظاہری برأت کے خیال سے معتمد نے اپنے خاص وزیر عیسیٰ سے کہا کہ لاشِ مطہر پر سے کپڑا اٹھا کر سب کو دکھا دیا جائے تاکہ لوگوں کو یقین ہو کہ حضرت نے اپنی موت سے رحلت فرمائی اور نہ کسی بیرونی گزند سے۔

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی ایک زوجہ نرجس خاتون تھیں جن کے بطنِ مطہر سے ایک فرزند صاحب الامر علیہ السلام جن کا اسم مبارک محمد تھا، پیدا ہوئے۔ انھیں معظمہ سے ایک دختر بھی تولد ہوئیں۔

سلامِ آصفی

دشمنانِ آل زیرِ سائباں بیٹھے ہوئے
ہیں حرم سرور کے زیرِ آسماں بیٹھے ہوئے

ہند پردے میں ہے اور اہلِ حرم زندان میں
وہ کہاں بیٹھی ہوئی ہے یہ کہاں بیٹھے ہوئے

روضۂ شبیرؑ پر اپنی نظر ہے روز و شب
کربلا میں کرتے ہیں سیرِ جناں بیٹھے ہوئے

تھا یزیدِ شوم محوِ نغمۂ چنگ و رباب
تھے حرم زنداں میں مصروفِ فغاں بیٹھے ہوئے

ہیں کھڑے اہلِ حرم گریہ کناں زندان میں
اور سب اعدائے دیں ہیں شادماں بیٹھے ہوئے

کوئی اہلِ بیت کی جاکر خبر لینے نہ پائے
تھے درِ زنداں پہ ایسے پاسباں بیٹھے ہوئے

ہائے پیری میں دیا ہے باپ کو اکبرؑ نے داغ
دیکھتے ہیں شاہِ دیں نعشِ جواں بیٹھے ہوئے

سرِ حسینؑ ابنِ علیؑ کا ہے تہِ تختِ یزید
کرسیوں پر ہیں عدو خندہ زناں بیٹھے ہوئے

فاطمہؑ استادہ ہیں رومال لے کر ہاتھ میں
کرتے ہیں مجلس میں ہم آنسو رواں بیٹھے ہوئے

آصفی بالائے منبر کر رہا ہے مدحِ شاہ
زیرِ منبر سن رہے ہیں قدرداں بیٹھے ہوئے

یہ رسالہ

حضرتہ پردادی صاحبہ مرحومہ و مغفورہ والدہ جدّم

نواب خانخاناں مرحوم کی روح کو ایصالِ ثواب کی

غرض سے نذر مومنین ہے

احقر

سید محمد جعفر خاں رضوی